© rasailojaraid.com

مواقع فراہم کرنے کی ضمانت کرتا ہے تو پھر ان دونوں یونیورسٹیوں کے نام سے ان کے اپنے اپنے تہذیبی نشان کو محو کر دینے کے کیا معنی ہیں؟ آنمحترم نے تقریر کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ اگر سیکولرزم کے معنی کسی فرقہ کے تہذیبی اداروں کے نام بدلنا ہی ہیں تو میں صاف اعلان کرتا ہوں کہ میں ہرگز اس سیکولرزم کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اور آخر میں فرمایا " میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور اب پھر کہتا ہوں کہ اگر یونیورسٹی کے نام سے لفظ مسلم اُڑایا گیا تو میں استعفاء دے دوں گا"!

آپ نے دیکھا یہ کون کہہ رہا ہے؟ ایک وہ جو ملک کا نہایت قابل اور تجربہ کار انڈین سول سروس کا سینئر ممبر رہ چکا ہے اور محکمہ خارجہ کے فرسٹ سکریٹری کی حیثیت سے جس کی نگاہ دنیا کے تمام اعلیٰ ترقی یافتہ ملکوں کے دساتیر، اُن کی عملی تشکیل۔ اور اُن کے طریق حکومت پر ہے اور جو آج خود نہیں بلکہ تین پشتوں سے نیشنلزم اُس کے خاندان کا ورثہ رہا ہے۔

بہ بیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

افسوس ہے پچھلے دنوں مولانا محفوظ الرحمٰن صاحب نامی بھی وفات پا گئے۔ مرحوم دیوبند کے تعلیم یافتہ اور علماً وعملاً اس کی روایات کے حامل تھے۔ آزادی کے بعد اتر پردیش میں پارلیمنٹری سکریٹری بھی ہوگئے تھے اور اسی زمانہ میں راقم الحروف کو اُن کے ساتھ قیام کرنے اور ان کی فیاضانہ میزبانی سے لطف اندوز ہونے کا متعدد بار موقع ملا تھا۔ مگر یہ جامۂ تنگ ان کے قامت آزاد پر راس نہیں آیا۔ اس لئے جلد ہی استعفاء دے دامن جھاڑ کر کھڑے ہوگئے اور اب انھوں نے اپنی زندگی مسلمان بچوں اور بچیوں کو قرآن مجید کی تعلیم کے ساتھ ساتھ عربی زبان کی تعلیم کے لئے وقف کر دی جو مرحوم کے نزدیک ملک کے موجودہ حالات میں مسلمانوں کے دین پر قائم رکھنے کے لئے بہت ضروری تھی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ایک نئے طرز پر انھوں نے متعدد رسالے اور کتابیں لکھیں اور اُن کی اشاعت اور تبلیغ کے لئے دور دراز کے سفر کئے۔ کام بہت اور طاقت سے بہت زیادہ تھا اس لئے اچانک دل کا حملہ ہوا اور اس میں ایسے مبتلا ہوئے کہ ایک مرتبہ جو پڑے تو پھر اُٹھنا نصیب نہیں ہوا آخر پانچ چھ برس کی مسلسل معذوری اور بے بسی کے بعد گذشتہ ماہ داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ

© rasailojaraid.com